ماہنامہ

نئی دہلی

منادی

بارگاہِ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی کا



مناد یًا ینادی للایمان

بارگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

محبوب الٰہیؒ سے ایمان اور امن کی ندا دینے والا

اور ان کے جانشین

امام المشائخ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کی یادگار

ماہنامہ منادی نئی دہلی

ایڈیٹر

خواجہ حسن ثانی نظامی

معاون مدیر

خواجہ سید محمدی نظامی

درگاہ شریف اور منادی کے بارے میں خط و کتابت کرنے اور قیمت جمع کرانے کا پتہ:

خواجہ حسن ثانی نظامی

ڈاکخانہ حضرت نظام الدین اولیاء نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳

سالانہ قیمت	پندرہ روپے
غیر ممالک سے	تین پونڈ
فی پرچہ	ایک روپیہ ۵۰ پیسے

منادی ۱۹۲۶ء سے جاری ہے یہ باسٹھویں جلد (۱۹۸۷ء) کا بارہواں شمارہ ہے

سرخ لکیر

عنوان کے نیچے ایک سرخ لکیر کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی ادا کردہ منادی کی قیمت اس شمارے سے ختم ہو گئی اور دو لکیروں کا مطلب یہ ہے کہ آیندہ شمارے سے ختم ہو جائے گی۔ جلد منی آرڈر کے ذریعہ قیمت بھیج کر ممنون فرمائیے۔ یا وی پی کی اجازت دیجیے۔ وی پی میں آپ کے تین روپے پچیس پیسے زائد خرچ ہوں گے۔

(منیجر)

فہرست

پرنٹر پبلشر خواجہ حسن ثانی نظامی نے خواجہ پریس جامع مسجد دہلی سے چھپوا کر درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳ سے شائع کیا

نہ تو آپ خدا نہ خدا سے جدا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

از حضرت شاہ خاموش حیدرآبادی

نورِ ذاتِ منزہ حبیبِ خدا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ
کوئی تم سا ہوا ہے نہ پھر ہوئے گا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

ذرا پردۂ غیب کو رخ سے اٹھا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ
ہمیں اپنا جمال دکھایئے گا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

سرِ عرش سے زمین تلک سارے جن و بشر سارے حور و ملک
رکھتے آپ کا دل میں ہیں شوقِ لقا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

سارے انبیاء اولیاء اتقیاء جتنے پیدا جہاں میں ہے خلقِ خدا
شاہ تم ہو تمہارے ہیں سارے گدا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

پہلے آپ کی جلوہ نمائی ہوئی پیچھے پیدا یہ ساری خدائی ہوئی
پیدا آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ تھا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

پہلے پیدا وہ آپ کا نور ہوا اسی نور سے سارا ظہور ہوا
شکلِ شمس و قمر اور ارض و سما یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

رتبہ سمجھے تمہارا تو سمجھے کیا، وصف کیجے تمہارا تو کیجے کیا
نہیں آپ خدا نہ خدا سے جدا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

جو غضب ہے تمہارا خدا کا غضب جو کرم ہے تمہارا خدا کا کرم
جو تمہاری رضا سو خدا کی رضا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

شانِ جلّ وعلیٰ شانِ جلّ وعلیٰ، یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

سارے اُنھی گل سے ہیں تازہ وتر ایک خاموشؔ ہے خوار و خستہ جگر
اِسے گل جو بناؤ تعجب ہے کیا، یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

صلِ علیٰ کیا چہرہ نبیؐ کا — چہرۂ حق تھا چہرہ نبیؐ کا
شمس و قمر ہیں اس کے ہی قطرے — نور کا دریا چہرہ نبیؐ کا
پامالی ہوگئی کفر کی یکسر — جب ہوا پیدا چہرہ نبیؐ کا
عاشقِ یوسف کاہے کو ہوتی — دیکھتی زلیخا چہرہ نبیؐ کا
حق نے بنا کر خلق کو دیکھا — آئینہ اپنا چہرہ نبیؐ کا
قدرتِ حق ہے اس میں نمایاں — کیا ہے تماشہ چہرہ نبیؐ کا
دیدارِ حق ہے دیدارِ حق ہے — واللہ باللہ چہرہ نبیؐ کا

خاموشؔ دل میں کرلے تصوّر
بس ہے وسیلہ چہرہ نبیؐ کا

شکلِ انساں میں خدا تھا[۱] مجھے معلوم نہ تھا — حق سے ناحق میں جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
باوجودیکہ ترا مژدۂ نَحْنُ اَقْرَبُ — گرچہ قرآں میں لکھا تھا مجھے معلوم نہ تھا
ہو کے سلطانِ حقیقت اسی آب و گل میں — دربدر مثلِ گدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
مطلعِ دل پہ مرے چھپایا تھا نگارِ خودی — چاند بدلی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
ایک مدت حرم و دیر میں ڈھونڈا ناحق — سیم بر بر میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہو کے خاموشؔ عجب سیر و تماشا دیکھا
رنگ بیرنگ ہوا تھا مجھے معلوم نہ تھا

۱؎ (نوٹ) اِنَّ اللہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ

حضرت نصیر الدین محمودؒ چراغ دہلی

(از مولانا سید ولی حسین جعفری)

ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کی داغ بیل حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری کے ہاتھوں پڑی، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے اسے منظم کیا اور حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ نے اسے معراج کمال تک پہنچایا۔ نصف صدی سے زیادہ دہلی میں ان کی خانقاہ ارشاد و تلقین کا مرکز اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ بنی رہی۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے لوگ آتے تھے اور بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی کے عشق کی تپش اور خدمت خلق کا جذبہ لے کر واپس جاتے تھے۔

بابا فریدؒ کی دعا قبولیت کو پہنچی کہ آپ ایسا درخت بنے کہ جس میں خلق کثیر آسائش و راحت سے رہے اور یہ سلسلہ تقریباً پچاس سال تک جاری رہا۔ آپ کے استغنار کا یہ عالم تھا کہ سلطان جلال الدین خلجی نے گاؤں پیش کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا۔ مجھے اور میرے خدمت گاروں کو تمہارے گاؤں کی چنداں ضرورت نہیں، میرا اور ان کا خدا کارساز ہے!

پروفیسر حبیب نے حضرت محبوب الٰہیؒ کے ان عظیم الشان اور دور رس اثرات کے پیش نظر ان کو ہندوستان کا سب سے بڑا مسلمان بزرگ بتایا ہے۔ آپ کے خلفار کی تعداد بہت تھی اور ان لوگوں نے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں رہ کر کام کیا۔

یہاں مجھے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کا ذکر کرنا ہے جو آپ کے جانشین تھے اور انھوں نے دہلی کے مرکزی نظام میں رہ کر اپنے شیخ کے مشن کو آگے بڑھایا یہ وہ مرکزیت تھی جو حضرت چراغ دہلیؒ کے بعد ختم ہو گئی اور ہندوستان میں اس کے بعد مستحکم علاقائی خانقاہیں قائم ہو گئیں۔

شروع شروع میں جب آپ حضرت نظام الدین اولیاؒ سے وابستہ ہوئے تو امیر خسروؒ کے ذریعے شیخ سے درخواست کی کہ ان کو کسی الگ جگہ پر رہنے دیا جائے تاکہ وہ وہیں رہ کر عبادت کریں۔ ان کے اس سوال پر حضرت نظام الدین اولیاؒ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ تمھیں مخلوق میں رہ کر لوگوں کے جور و ستم اور تکلیفیں برداشت کرنی چاہیے۔ اور اس کے عوض ایثار و بخشش کرنی چاہیے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ پیر کے اس فرمان پر وہ آخر دم تک پابندی سے عامل رہے اور یہ پیر ہی کی دعا تھی کہ حضرت چراغ دہلیؒ نے بہت ہی نامساعد حالات میں رہ کر ہمت سے کام لیا اور اللہ نے ہر موقع پر مدد کی۔

ناظرین کرام محمد بن تغلق کے دور سے اور خود اس سے اچھی طرح سے واقف ہیں۔ محمد بن تغلقؒ "الدین والملوک توامان" کا قائل تھا۔ اور غالباً یہی وجہ تھی کہ اس نے صوفیہ پر یہ زور دیا کہ وہ ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل کر دعوت و اصلاح کا کام کریں۔ یہ اپنے

زمانہ کا جید عالم تھا اور شاید علم و ہنر کا ایسا کوئی فن ہو جس پر اس کو کامل عبور نہ ہو۔ اس کی اسکیمیں جن کی افادیت سے انکار کرنا ناانصافی ہوگی۔ وہ اس کو عملی جامہ پہنانے میں اتنی جلدی کرتا تھا کہ سماج کے مختلف طبقے ان کو سمجھنے سے قاصر رہتے تھے اور اسی وجہ سے اس کی ہر معقول اسکیم عوام کی ناراضگی کا باعث بن جاتی تھی۔ محمد بن تغلق نے جب ان بزرگوں کے دائرہ عمل میں دخل دیا تو انھوں نے پوری قوت کے ساتھ اس کی اس کوشش کی مخالفت کی۔ بقول پروفیسر حبیب کے یہ مخالفت اصل میں ایک اصول کی مخالفت تھی۔ محمد تغلق نے اس کو ذاتی مخالفت سے تعبیر کیا۔ اور مشائخ سے سخت برتاؤ کرنے لگا۔ محمد تغلق سے مشائخ کی اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان بزرگوں کا وہ قیمتی جو سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت میں صرف ہوتا اپنی مدافعت میں ضائع ہو گیا۔ اسی کشمکش کے دوران محمد تغلق نے حکم دیا کہ دہلی کی ساری مسلمان آبادی دیوگیر چلی جائے اس حکم کے بعد مشائخ بھی بے بس ہو گئے اور انھیں مجبوراً دہلی کو خیرباد کہنا پڑا۔

دہلی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی کوششوں سے سلسلہ چشتیہ کا مرکز بن چکی تھی۔ سلسلہ چشتیہ کا مرکزی نظام بھی اسی تباہی کی نذر ہو گیا۔ اس طرح محمد تغلق بڑی حد تک سلسلہ چشتیہ کے مرکزی نظام کی تباہی کا ذمہ دار تھا

اصل میں مشائخ چشت نے اپنے طور پر یہ طے کر لیا تھا کہ وہ خود سیاسی معاملات میں قطعاً دخل نہیں دیں گے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی طے کر چکے تھے کہ اپنی خانقاہوں کے پرسکون ماحول کو بادشاہوں کی نظر سے محفوظ رکھیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خانقاہ دہلی کے اندر ہوتے ہوئے بھی سلطنت دہلی کا حصہ نہ تھی اور یہی صورت ان کے خلفاء و مریدین بھی قائم رکھنا چاہتے تھے۔

۱۳۵۶ء میں حضرت چراغ دہلیؒ کا وصال ہوا۔ ان کا وصال حقیقت میں سلسلہ چشتیہ کے دور اول کا خاتمہ تھا۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ جو دور خواجہ معین الدین چشتیؒ سے شروع ہوا تھا۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ پر ختم ہو گیا۔

اس دور کی خصوصیات یہ تھیں کہ اس کا ایک مرکزی نظام تھا۔ اسی مرکز سے تمام متعلقین سلسلہ کی روحانی اور اخلاقی زندگی کی اصلاح و تربیت ہوتی تھی۔ خواجہ اجمیریؒ، قطب صاحبؒ، بابا فریدؒ اور نظام الدین اولیاءؒ کے خلفاء و مریدین ملک کے گوشہ گوشہ میں کام کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو ایک مرکزی نظام کے ماتحت تصور کرتے تھے اور اس مرکزی نظام کا نام چشتیہ سلسلہ تھا۔ امراء و سلاطین سے کسی قسم کا تعلق رکھنا روحانی سعادت کے منافی سمجھا جاتا تھا۔ حضرت چراغ دہلیؒ کے بعد یہ دو بنیادی اصول ماضی کی داستان بن کر رہ گئے۔ مرکزی نظام تباہ و برباد ہو گیا۔ مرکز سے علیحدہ صوبوں میں خانقاہیں قائم ہو گئیں۔ سلسلہ کے بہت سے نو عمر افراد نے حکومت سے تعلق پیدا کر لیا اور اپنا بیشتر وقت اسی میں صرف کرنے لگے۔

سیر الاولیاء کا مصنف لکھتا ہے کہ بابا فریدؒ نے برسوں پہلے یہ تنبیہ کی تھی کہ "لو اردتم بلوغ درجتی الکبار فعلیکم بعدم الالتفات الی ابناء الکرام" اس تنبیہ کے باوجود اس طرح کے اصول کو نہ ماننا اور ان نصیحتوں کو فراموش کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ سلسلہ کے ستون ہل گئے اور نظام میں ابتری پھیل گئی۔

پروفیسر نظامی نے لکھا ہے کہ حضرت چراغ دہلیؒ کی دوربیں نگاہوں نے مستقبل کے حالات کا مکمل طور پر جائزہ لے لیا تھا اور اسی بنا پر انھوں نے کسی کو اپنا جانشین بنانا مناسب نہیں سمجھا۔[۱]

حضرت چراغ دہلیؒ کے حالات تو جستہ جستہ ہر جگہ ملتے ہیں لیکن ان کی تعلیمات "خیر المجالس" میں محفوظ ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح ان کے شیخ نظام الدین اولیاء

[۱] ان کے جانشیں متعدد ہوئے۔ (ادارہ)

کی تعلیمات فوائد الفواد میں ہیں۔

ہندوستان کے قرونِ وسطیٰ کے صوفیہ کی تصانیف یا ملفوظات جو ملتے ہیں ان میں اس دور کے فرمانرواؤں کا حال نہیں ملتا اس سے پروفیسر نظامی نے یہ مطلب نکالا ہے کہ دورِ متوسط کے تمام مشائخ و اکابرین حکومتِ وقت اور حکام سے تعلق رکھنا پسند نہیں کرتے تھے ان کی یہ بے نیازی اور استغنیٰ ان کے مذہبی تقدس اور برتری کی نشانی سمجھی جاتی تھی۔ ابھی اوپر ذکر آچکا ہے کہ حضرت چراغ دہلیؒ کے بعد ایک دور کا خاتمہ ہوگیا۔ ان کے انتقال کے بعد ہی اس رجحان کو فروغ حاصل ہوا کہ صوفیہ حکمران طبقہ سے راہ و رسم ضرور پیدا کریں تاکہ ان پر خیر و نیکی کا اثر ڈالا جا سکے۔ لیکن اس نظریہ کی ترویج و اشاعت کے وقت یہ حقیقت بالکل فراموش کر دی گئی کہ حکومت سے مفاہمت اپنے اصولوں سے سو فی صد دستبردار ہونے کے بعد ہی ممکن ہے۔

اصل میں قرونِ اولیٰ اور عہدِ وسطیٰ کے دین دار طبقہ کا حکومت سے بے تعلق رہنا حکومت کی بے راہ روی کے خلاف احتجاج تھا۔ وہ مسلمانوں کی سیاست اور سماج کو خالص اسلامی رنگ میں دیکھنا چاہتے تھے ان حضرات کے اس طرزِ عمل سے ملت کو بڑا فائدہ پہنچا اگر یہ بزرگ باطنی اصلاح و تربیت، تزکیہ نفس، عبادات وغیرہ پر زور نہ دیتے تو اسلام محض ایک سیاسی پروگرام بن کر رہ جاتا۔ اسلام صرف حکومت کا نام نہیں بلکہ یہ اصلاح و تربیت کا ایک مکمل نظام ہے۔ اسلامی تاریخ کے دورِ اول سے اگر ان بزرگوں کے حالات کو حذف کر دیا جائے تو مسلمانوں کی تاریخ صرف حکمران طبقہ کی تاریخ بن کر رہ جائے گی۔ تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ اسلامی تعلیمات اور اس کے اثرات خلفاء کے ذریعہ نہیں بلکہ ان ہی بزرگوں کے ذریعے پھیلے۔ خلفاء کا نہ عوام سے کبھی براہِ راست تعلق رہا نہ ان کی زندگی میں خلفائے راشدین جیسی خصوصیات پیدا ہو سکیں۔

پھر اس طبقے نے اپنی علیحدگی اور بے تعلقی سے خلفاء کو ان کی بے راہ روی کا احساس دلایا یہ ان ہی حضرات کا کام تھا اور ان ہی حضرات نے مسلمان فرمانرواؤں کو اسلام کے احکامات کو مکمل طور پر فراموش کر دینے سے روکا۔

اصل میں ان حضرات نے ختم نبوت کے بعد کارِ نبوت کا فریضہ انجام دیا اور قرآن کی اس آیت کی مکمل توضیح و تشریح کرتے رہے اپنے عمل سے "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر" اور ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کی مکمل تفسیر بن کر جلوہ گر ہوئے، نیز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت میں تزکیہ نفس اور تعلیم کتاب و حکمت کا درس دیتے رہے۔ هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمه۔

ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ جو مرکزیت اپنے عہد میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے جانشینوں یعنی حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ، شیخ الاسلام والدین بابا فرید گنج شکرؒ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو حاصل ہوئی وہ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے حصہ میں نہیں آئی۔ شاید اسی لیے اس دور کے مشہور مفسر قرآن اور منفرد انشاپرداز مولانا عبدالماجد دریابادی نے ان اکابر کو حضرت خواجہ اعظمؒ کے خلفاء راشدین کے نام سے یاد کیا ہے۔

اب آئیے ان کی تعلیمات کی طرف نگاہ ڈالیں۔

پروفیسر حبیب نے لکھا ہے کہ خیر المجالس کو پڑھتے وقت بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ شیخ کے ایک ایک حرف میں درد کی کیفیت پنہاں ہے جہاں بظاہر شیخ کی آنکھوں میں آنسو معلوم نہیں ہوتے وہاں بھی ان کے الفاظ ایسے غم اور تاثیر میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ پڑھنے والے کی آنکھوں میں آنسو نکل آتے ہیں۔ مگر اب ایسے لوگ کہاں جن کا وجدان ایسا ہو۔

مجھے اجازت دیجیے تو لکھوں کہ پہلے لوگ بزرگوں کے حالات، واقعات اور ملفوظات پڑھ کر روتے تھے اور اب یہ دور ہے کہ قرآن کی آیات سن کر اور پڑھ کر لوگوں پر اثر نہیں ہوتا۔ واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون ٥ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاھدین ٥

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لآیات لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا ٥ سبحانک فقنا عذاب النار ٥

خیر المجالس کو آپ پڑھیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سے بندے کے رشتے کی وضاحت شیخ نے افہام و تفہیم کے انداز پر کی ہے۔ انذار و تبشیر سے بھی آپ نے کام لیا ہے کبھی قیامت کی نزدیکی جتلاکے اور اس کا ذکر کرکے اور اللہ کی مخلوق کو اعمال صالحہ کی ادائیگی پر اکساکے۔ رسول اللہ کی حدیث ہے کہ بادروا باعمال الصالحۃ یا بنی آدم فان الساعۃ قریب" شیخ کی مجلس میں قیامت کا ذکر اسی حدیث کی پیروی میں ہوا کرتا تھا مرتب کے الفاظ میں قیامت کا ذکر جب آپ کرتے تو آپ کا چہرہ سفید ہو جاتا۔ یعنی خوف کا یہ عالم تھا کہ اللہ کے یہاں جاکر کیا منہ دکھائیں گے۔

اسی مجلس میں ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ تمام دن دیوان خانہ میں حاضر رہتا ہوں۔ احکام وغیرہ کے اجراء سے فرصت نہیں ملتی میرے واسطے دعائے خیر فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ مخلوق سے نیکی کرنے والوں کو محکمہ دیوانی میں رہنا کچھ نقصان نہیں کرتا۔ آپ کی مجلس کو پڑھتے وقت اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں کتنی اہم باتیں نہایت دلکش انداز میں اور سادہ زبان میں بیان ہوئی تھیں۔ رسول اللہ کی حدیث لا بد للمرء من جزاء عملہ کی تشریح مع اس کے سباق و سیاق کے نہایت دلچسپ انداز میں ہے ایک بار تقویٰ کا بیان ہو رہا تھا اس موقع پر یہ آیت پڑھی۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ پھر فرمایا بعد نزول آیت صحابہ کرام غمگین ہوئے کہ حق تقویٰ کا ادا کرنا کس کی مجال ہے اس پر دوسری آیت پڑھی ٭ فاتقوا اللہ ما استطعتم" پھر شیخ نے فرمایا کہ حق تقویٰ یہ ہے کہ ان یطاع ولا یعصی وان یشکر ولا یکفر وان یذکر ولا ینسیٰ پھر یہ آیت شریفہ پڑھی ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ طلب دنیا سے کنارہ کشی بھی اس بات سے واضح ہوتی ہے۔

شیخ دور فاروقی کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور حکومت طلب کی۔ یعنی کسی ملک میں گورنری کا مطالبہ کیا حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا تونے قرآن پڑھا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قرآن پڑھو تاکہ کسی ملک کی گورنری دوں تو فیصلہ قرآن کے مطابق کیا کرنا۔ جب ابھی تک تونے قرآن نہیں پڑھا تو فیصلہ کیسے کرے گا۔ اس کے بعد وہ قرآن سیکھنے میں مشغول ہو گیا۔ پھر ایک عرصہ تک حضرت عمرؓ کے پاس نہ آیا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد حضرت عمرؓ سے اس کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے شخص تونے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین آپ ایسے نہیں کہ آپ سے ملنا کوئی چھوڑ دے اصل میں قرآن میں میں نے ایک ایسی آیت پائی کہ اس نے مجھ کو سب سے بے نیاز کر دیا۔ پوچھا وہ کونسی آیت ہے اس کو پڑھو اس نے یہ آیت پڑھی ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا پھر شیخ نے فرمایا کہ جو کوئی اس آیت کو کسی بھی نیت سے پڑھے گا تو اللہ اسے دنیا کے غموں سے نجات دے گا

اور رزق ایسی جگہ سے دیگا کہ اس کے وہم وگمان میں نہ ہوگا۔ اس کے بعد ایک موقع پر نیت کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمام کاموں میں نیت خالص درکار ہوتی ہے۔ مرتب خیر المجالس فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ خلوص نیت کس کو کہتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا جس کام کی نیت کرے اس میں رضامندی ذات اللہ کی ہو انما الاعمال بالنّیات

کیا شریعت طریقت سے الگ ہے یہ سوال ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ آپ سے اسی مجلس میں کسی نے سوال کیا: بعض اولیاء اللہ کو ایسا شغل اللہ سے پیش آتا ہے کہ نماز بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ ایسے لوگ پیشوائے طریقت نہیں ہوتے۔ اقتدا کے واسطے نگہداشت شریعت ضروری ہے۔ پھر فرمایا کوئی مقام مقام نبوّت سے برتر نہیں۔ اور انبیاء کرام کو اللہ سے آتنی گہری باطنی نسبت تھی جو کسی کو بھی نہیں ہو سکتی اس کے باوجود ان کے ظاہری شغل میں فرق نہ آتا تھا۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ جو خیالات انسان کو بیداری میں لاحق ہوتے ہیں جب وہ سوتا ہے تو وہی خیالات اس کو خواب میں نظر آتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی مرتا ہے تو اس کی جو مصروفیتیں دنیا میں ہوتی ہیں۔ وہی اس کو پیش آتی ہیں "کما تبعثون تموتون وکما تموتون تبعثون" اگر دنیا کا طالب ہے تو دنیا اس کی نگاہ میں آراستہ کرکے پیش کی جاتی ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یہ محال ہے کہ مخلوق کے ساتھ دنیا میں مشغول رہے اور طالب خدا بھی بنے۔ پھر فرمایا وہ بھی کوئی دل ہے جو بغیر اللہ کی یاد کے آرام پائے۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔

ضروری اعلان

مجھے بے حد ندامت اور شرمندگی ہے کہ بعض ناگزیر وجوہ سے منادی کی اشاعت بہت بے ترتیب رہی ہے۔ لیکن ارادہ ہے کہ انشاء اللہ جنوری ۸۸ء سے نہ صرف اس میں باقاعدگی لائی جائے اور صفحات میں اضافہ ہو بلکہ طباعت بھی لیتھو کی بجائے آفسٹ پر کی جائے جو زیادہ صاف ستھری اور خوش نما ہوگی۔ آفسٹ کی طباعت لیتھو کی بہ نسبت چار گنا زیادہ مہنگی ہوتی ہے۔ لیکن لیتھو کے چھاپے خانے دہلی میں اتنے کم رہ گئے ہیں اور وہاں کام کی اتنی زیادتی ہے کہ وقت پر اشاعت کے لیے مجبوراً آفسٹ طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔ مجھے امید ہے کہ ناظرین خرچ کے اس نئے بوجھ میں ادارہ منادی کا ساتھ دیں گے۔ فوری طور پر منادی کی سالانہ قیمت تیس روپے کی جا رہی ہے۔ ممکن ہے کچھ اور اضافہ بھی کرنا پڑے۔ لیکن جو لوگ جنوری فروری میں خریدار بن جائیں گے ان کو انشاء اللہ تیس روپے ہی میں منادی روانہ کیا جاتا رہے گا۔

مخلص
حسن ثانی نظامی